واقعات کا تسلسل اس حقیقت کو سمجھنے کیلئے کافی ہے کہ امریکہ کے لیے کویت صرف بہانہ ہے جبکہ اس کا اصل مقصد عراق کی فوجی قوت کو تباہ کر کے اسرائیل کو درپیش خطرہ کو ختم کرنا اور خلیج میں تیل کے چشموں پر کنٹرول حاصل کرنا ہے، امریکہ پوری قوت کے ساتھ ان مقاصد کی طرف بڑھ رہا ہے اور آج ۲۲ جنوری کے اخبارات میں امریکی وزیر دفاع ڈک چینی کا یہ اعتراف بھی شائع ہو چکا ہے کہ "ہم عراق کی فوجی قوت کو مکمل طور پر تباہ کرنا چاہتے ہیں اور اسمیں کئی مہینے لگ سکتے ہیں"۔

اس صورت حال میں اطمینان کا پہلو یہ ہے کہ پاکستان سمیت اکثر مسلم ممالک کی رائے عامہ پہلے سے زیادہ بہتر طور پر امریکی عزائم کا ادراک کر رہی ہے، عراق پر امریکی حملہ کے خلاف مظاہروں کا سلسلہ بڑھ رہا ہے، امریکی صدر کے پتلے نذر آتش کیے جا رہے ہیں اور عراقی صدر کی تصاویر دھڑا دھڑ فروخت ہو رہی ہیں مسلم ممالک میں امریکہ کے خلاف اور عراق کے حق میں مظاہروں کا یہ روز افزوں سلسلہ ہمارے نزدیک صدر صدام حسین کی حمایت سے زیادہ امریکہ کے خلاف نفرت کا اظہار ہے، یہ صدائے بازگشت ہے ان امریکی پالیسیوں کی جو گذشتہ نصف صدی کے دوران امریکہ نے عالم اسلام کے خلاف اختیار کیے رکھی ہیں اور یہ اعلان جنگ ہے ان امریکی عزائم و مقاصد کے خلاف جو عالم اسلام کو دبائے رکھنے کیلئے مستقبل کی امریکی منصوبہ بندی کی بنیاد بن چکے ہیں، لیکن مسلم ممالک کے حکمران اس وقت دوراہے پر کھڑے ہیں ایک طرف امریکی مفادات و عزائم ہیں اور دوسری طرف عالم اسلام کی پرجوش رائے عامہ ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ مسلم حکمران رائے عامہ کا احترام کرتے ہوتے امریکی مفادات کیساتھ اپنی وابستگی پر نظر ثانی کرتے ہیں یا امریکی مفادات کی خاطر اپنے ملک کے عوام کے بپھرتے ہوئے جذبات کے آگے ایک بار پھر سنگینوں کا بند باندھنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں ہم تو اس مرحلہ پر دعا ہی کر سکتے ہیں کہ

مولائے کریم! مسلم حکمرانوں کو سمجھ اور ہدایت نصیب فرما، خلیج کے مسلمانوں کو مزید تباہی و بربادی سے بچا، عالم اسلام کو حقیقی اتحاد سے بہرہ ور کر اور دشمنوں کے شکنجے سے نکال اپنے جھگڑے آپس میں مل بیٹھ کر نمٹانے کی توفیق دے۔ آمین یا الہ العالمین۔

بقیہ: تعارف و تبصرہ

بڑھے والی جماعت نے کیا اس کی ہمسری کوئی دوسری جماعت نہیں کر سکی۔ اس جماعت کے ایک عظیم سپوت۔ آزادی ہند کے بہادر مجاہد اور باکردار سیاسی و مذہبی رہنما حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ بھی گزرے ہیں۔ جن سے تاریخ کی بہت سی یادیں وابستہ ہیں اور ان کے حیرت انگیز کارنامے تاریخ میں منفرد مقام رکھتے ہیں۔ زیر نظر کتابچہ میں مولانا سندھیؒ کی تاریخی انقلابی جدوجہد کی مختصر سرگذشت پیش کی گئی ہے جو اصحاب ذوق کے لیے مفید مطلب ہے۔

اجتماعی زندگی کا اسلامی مفہوم

از: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر

اگرچہ سینکڑوں ہی نہیں بلکہ ہزاروں مذہبی اور سیاسی مخلصانہ اور خود غرضانہ فتنے اس دھرتی پر ایسے برپا ہو چکے ہیں جن کا تصور کرتے ہوئے بھی جسم کانپ جاتا ہے قلم میں لغزش پیدا ہو جاتی ہے، بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور زبان کو طاقت گفتار نہیں رہتی جن فتن میں کئی ایک بندگانِ حرص و ہویٰ اجماع اُمت کے جادۂ مستقیم کو چھوڑ کر ضالۃ الغنم بن بھی چکے ہیں مگر بحمد اللہ تعالےٰ مجموعی حیثیت سے اس اُمت مرحومہ کا کبھی بھی ضلالت و گمراہی پر اجتماع نہیں ہوا اور نہ بفضل اللہ تاقیامت ہو گا۔ اللہ تعالےٰ کا دست قدرت و نصرت ہمیشہ سے اس جماعت پر رہا ہے اور بمنہ قیامت تک رہے گا۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ (المتوفی ۶۸ھ) کی روایت یوں آتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ:

لا یجمع اللّٰہ امتی علی ضلالۃ ابداً و ید اللّٰہ علی الجماعۃ (مستدرک ج ۱ ص ۱۱۶)	اللہ تعالےٰ میری اُمت کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور اللہ تعالےٰ کا ہاتھ جماعت پر رہے گا۔

اسی مضمون کی روایت حضرت عبد اللہ بن عمرؓ (المتوفی ۷۳ھ) سے بھی آتی ہے (ترمذی ج ۲ ص ۲۹ و مشکوٰۃ ج ۱ ص ۳۱ اور مستدرک ج ۱ ص ۱۱۵) اور حضرت انس بن مالکؓ (المتوفی ۹۳ھ) سے بھی مروی ہے۔) (مستدرک ج ۱ ص ۱۱۷)

غرضیکہ متعدد روایات اس پر پوری طرح روشنی ڈالتی ہیں کہ مجموعی لحاظ سے من حیث القوم یہ اُمت کبھی ضلالت پر جمع نہ ہو گی اور چودہ سو سال سے ربِ قدیر کے فضل و کرم سے ایسا ہی ہوتا رہا ہے کہ اُمتِ مرحومہ حق پر ڈٹی رہی ہے۔

بلاشک وشبہ مذہب اسلام نے جماعتی زندگی پر بڑا زور دیا ہے اور جماعتی زندگی کے ترک کو اسلامی زندگی کے ترک سے تعبیر کیا ہے جس کا نتیجہ سوائے خسران اور عذابِ جہنم کے اور کیا ہو سکتا ہے؟ (معاذ اللہ) اور حدیث من شذ شذ فی النار (ترمذی ج۲ ص۳۹ ومشکوٰۃ ج۱ ص۳۰) کا یہی مطلب ہے اور دوسری حدیث میں واشگاف الفاظ میں رسولِ برحق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ:-

فانہ لیس احد یفارق	جو شخص بھی جماعت سے ایک بالشت
الجماعۃ شبرًا فیموت	بھر الگ ہوا اور اسی حالت میں اس
الامات میتۃً جاھلیۃً	کی وفات ہو گئی تو اس کی موت
(متفق علیہ مشکوٰۃ ج۲ ص۳۱۹)	جاہلیت کی موت ہو گی۔

اور ظاہر ہے کہ ایسی زندگی اسلامی زندگی کے سراسر مخالف ہے کیونکہ اسلامی زندگی کی روح ہی یہ ہے کہ مومن کی حیات وموت اس کی عبادت اور نیک عمل صرف اللہ تعالےٰ کی خوشنودی اور رضاجوئی کے لیے ہو اور بس۔ اس کا جو قدم بھی اٹھتا ہو۔ اپنے ربّ ذو المنن کے شوقِ دیدار کے لیے اٹھے اور اس کے لبوں سے جب بھی کوئی بات نکلے تو صرف حق تعالےٰ کی فرمانبرداری کے لیے، اور کیوں نہ ہو اس کو تو سبق ہی یہ ملا ہے:

قُلْ اِنَّ صَلوٰتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

یہ بات ہمیشہ پیشِ نظر رہے کہ اسلام کی نگاہ میں جماعتی زندگی کا معنیٰ اور مطلب کیا ہے اور اسلام جماعتی زندگی کس زندگی کو کہتا ہے؟ اسلامی تعلیم کی رُو سے جماعتی زندگی یہ نہیں کہ باہم مل کر تفریحِ طبع کے لیے کوئی کلب بنا لیا جائے اور فرصت کے اوقات میں وہاں جمع ہو کر خوش گپیاں ہانکی جائیں اور دل کی اُمنگیں نکالی جائیں یا اتفاق کر کے کوئی اکھاڑا اور ورزش گاہ تجویز کر لی جائے جہاں صبح وشام اکٹھے ہو کر ورزش کی جائے یا کشتی لڑی جائے یا اصلاحی نام پر کوئی ادارہ یا انجمن بنالی جائے اور صلاح ومشورہ سے اپنے مزعومہ اور مفروضہ دنیوی اغراض ومقاصد کو بروئے کار لایا جاتے یا کوئی کمیٹی ترتیب دی جائے جس کے ذریعے ووٹوں کی دنیا میں اپنے مقصدِ پنہاں کو عملی جامہ پہنایا جائے یا قرآن وسنت اور فقہ اسلامی سے مستغنی ہو کر اپنے خود تراشیدہ اور خانہ ساز اصول کے تحت کوئی سوسائٹی وضع اور اختراع کر لی جائے جس میں ملکی اور قومی سیاسی اور اقتصادی

معاشی اور معاشرتی مفاد کو انجام دینے کی سعی اور کوشش کی جائے یا اسی قسم کی کوئی اور اجتماعی صورت اختیار کر لی جائے جس میں زندگی کے لائحہ عمل پر غور و خوض کیا جائے۔ اگرچہ ان تمام صورتوں میں نظر بہ ظاہر اجتماعی شکل تو موجود ہے لیکن اسلامی نقطۂ نظر سے یہ اُس اجتماعی زندگی کا مصداق ہرگز نہیں جو اسلام کا مقصود و مطلوب ہے بلکہ اسلام یہ چاہتا ہے کہ اُمت مسلمہ کی یک جہتی و اجتماع، اس کا اتفاق و اتحاد اور اس کا نظم و ضبط محض خدا تعالےٰ کی رضا جوئی اور اس کی خوشنودی کے لیے ہو۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ کی پیروی کے لیے ہو، قرآن و حدیث کی سربلندی کے لیے ہو۔ خلافتِ راشدہ کے قیام اور اس کی بقا کے لیے ہو، سلف صالحین کے بہترین طرزِ زندگی کے احیاء کے لیے ہو، اور ملت کے ایک ایک فرد کی کوشش و کاوش، سعی و عمل، تپش و خلش اور سوز و گداز جو ان کے قلب عشق آمیز کی گہرائیوں سے اُبھر کر لبِ آتش نوا تک پہنچا ہو اور جس کی بدولت جذب و اثر کی دنیا رقص کرتی دکھائی دے، صرف اور صرف اطاعتِ خدا اور اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہو۔ کتاب و سنت کے لیے ہو۔ اسلام کی رفعت اور کامیابی کے لیے ہو۔ جس وقت اور جس قدر یہ آرزو بلند اور پاکیزہ تھی اس وقت یہ امت مُسلمہ اور اس کا ایک ایک فرد بہمہ تن رضائے خداوندی پیروی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور تبلیغ اسلام میں منہمک تھا۔ مگر ان کی تبلیغ و سعی محض زبان کی شیرینی اور قلم کی روشنائی ہی کی رہین منت نہ تھی بلکہ اس میں خونِ جگر کی سرخی اور دل کی سوزش بھی شامل تھی وہ باوجود اختلافِ استعداد کے اسلام کے صاف و شفاف چشمہ سے مستفید ہو کر سب عالم کو منور کرنے کے درپے تھے۔ ایک بجلی تھی جو سب میں کوند رہی تھی، ایک بے قرار روح تھی جو سب میں تڑپ رہی تھی، سیماب کی طرح نہ ٹھہرنے والا دل تھا جس نے سب کو بے قرار کر دیا تھا۔ وہ بے سر و سامان تھے مگر منظم حکومتیں اُن سے لرزتی تھیں، تاج و تخت کے مالک اُن سے تھرّاتے تھے۔ وہ تھوڑے تھے مگر غالب و منصور تھے وہ پیدل تھے مگر برق رفتار تھے وہ بعض دفعہ اکیلے ہوتے مگر ہزاروں پر بھاری رہتے تھے۔ نور توحید کا جذبہ مخلوق خدا کی ہدایت و اصلاح کا ولولہ اور کائنات کی راہنمائی کی فکر ہر ایک قلب میں پیوستہ تھی۔ جس کے سبب خدا تعالےٰ کے نام کی سربلندی، اطاعتِ رسول کا جذبہ، مخلوقِ کی صحیح ہمدردی اور ہر کام میں خدا تعالےٰ کی رضا طلبی کا جوش ان میں کام کر رہا تھا۔